Regd S. No 1411

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱ — پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۱ آنہ

۲۹ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ — جمعرات

ایڈیٹر: عبدالقادر بی۔ اے

جلد ۷ | ۴ تبلیغ ۱۳۳۳ ہش - ۴ فروری ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۷

مغربی طاقتوں کے وزرائے خارجہ نے روس کی تازہ تجاویز مسترد کر دیں

برلن ۳ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ مغربی طاقتوں کے وزرائے خارجہ نے جرمنی کے اتحاد اور یورپ میں قیام امن کے سلسلے میں روسی وزیر خارجہ مولوٹوف کی تازہ تجاویز مسترد کر دی ہیں ان تجاویز میں روس نے علاوہ دیگر امور کے اس بات پر بھی زور دیا تھا کہ مندرجہ بالا مسائل پر غور کرنے کے لئے جو کانفرنس بلائی جائے۔ اس میں جرمنی کے علاوہ ان تمام ممالک کو بھی شریک کیا جائے۔ جنہوں نے جرمنی کے خلاف جنگ میں حصہ لیا تھا۔ مشرقی یورپ کے مختلف ممالک نے بھی روسی تجویز پر رائے زنی کرتے ہوئے اسے ایک مزدوری تجویز قرار دیا ہے۔

ترکی کو ابھی بہت زیادہ دفاعی امداد کی ضرورت ہے

اس کے بغیر وہ مشرق قریب میں جارحانہ حملوں کے خلاف دفاعی فصیل کا کام نہیں دے سکتا

واشنگٹن ۳ فروری۔ امریکی حکام کا کہنا ہے کہ ترکی کے لئے مزید دفاعی امداد بہم پہنچانے کا مسئلہ ترکی صدر جلال بایار کے امریکہ آنے سے بہت زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے اور آجکل محکمہ خارجہ کے افسران اعلیٰ کی خاص توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے ان افسروں نے کہا ہے کہ حکومت امریکہ کے نزدیک ترکی کو فی الواقعہ ابھی بہت زیادہ دفاعی امداد کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ مشرقی بحیرۂ روم اور مشرق قریب میں جارحانہ حملوں کے خلاف دفاعی فصیل کا کام نہیں دے سکتا۔ ان کا اندازہ ہے کہ موجودہ مالی سال میں جو ۳۰ جون ۱۹۵۴ء کو ختم ہو رہا ہے۔ اسے قریب قریب ۷ کروڑ ۶۰ لاکھ ڈالر امداد کی ضرورت ہوگی۔ امریکی حکام نے مزید کہا ہے کہ اگر ترکی پاکستان اور عراق کی معیت میں کسی دفاعی انتظام پر رضامند ہوگیا تو اسے اور بھی زیادہ دفاعی امداد کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ ایسی صورت میں اسے اپنی افواج کا ایک حصہ اس نئے دفاعی نظام کے لئے مخصوص کرنا پڑے گا۔ انہوں نے اس خیال کا بھی اظہار کیا ہے کہ چونکہ مجوزہ دفاعی اتحاد کے بارے میں پاکستان اور ترکی کے مابین تبادلۂ خیالات تاحال نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو رہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان انتظامات کے پایۂ تکمیل تک پہنچنے میں مزید کچھ دیر لگ جائے۔ چنانچہ ان کا خیال ہے کہ امریکہ مجوزہ دفاعی معاہدے کی تکمیل کا انتظار کئے بغیر عنقریب پاکستان اور عراق کو اسلحہ وغیرہ مہیا کرنا شروع کر دے گا۔

کینیڈا کے وزیر اعظم پاکستان آئیں گے

اٹاوہ ۳ فروری کینیڈا کے وزیر اعظم جمعرات کو عالمی دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں۔ آپ کا دورہ ۶ ہفتے تک جاری رہے گا۔ آپ جن ممالک میں جائیں گے۔ ان میں پاکستان بھی شامل ہے۔

مشرقی بنگال کے انتخابات ۸ مارچ سے شروع ہونگے

ڈھاکہ ۳ فروری۔ آج یہاں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ مشرقی بنگال کے انتخابات ملتوی کر دیئے گئے ہیں۔ اور اب ۸ مارچ کو شروع ہوں گے۔ یاد رہے کہ ان انتخابات کے سلسلہ میں ۴ فروری کو پولنگ شروع ہونے کی توقع تھی۔ سرکاری اعلامیہ میں اس التوا کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ حکومت کو درخواستیں موصول ہوئی ہیں کہ رائے دہندگان کی آخری فہرستوں کی اشاعت اور پولنگ کی تاریخوں میں جو وقفہ گزٹ کے مطابق رکھا گیا ہے۔ وہ امیدواروں کے لئے ناکافی ہے۔

منٹگمری میں دفعہ ۱۴۴ میں دو ماہ اضافہ

منٹگمری ۲ فروری۔ ڈپٹی کمشنر منٹگمری نے ضلع منٹگمری میں دفعہ ۱۴۴ کی مدت میں مزید دو ماہ کا اضافہ کر دیا ہے۔

اقوام متحدہ کے لئے مستقل دفاعی افواج بھرتی کرنے کی تجویز

حکومت برطانیہ ہر ایسی تجویز پر غور کرنے کے لئے تیار ہے۔

دارالعوام میں مسٹر چرچل کا اعلان

لنڈن ۳ فروری۔ برطانیہ کے وزیر اعظم سر ونسٹن چرچل نے کل دارالعوام میں اعلان کیا۔ کہ حکومت برطانیہ ہر ایسی تجویز پر پوری توجہ سے غور کرنے کے لئے تیار ہے جس کا مقصد اقوام متحدہ کے لئے ایک مستقل فوج بنانا ہو۔ مسٹر چرچل سابق لیبر وزیر مسٹر آرتھر ہنڈرسن کے ایک سوال کا جواب دے رہے تھے۔ جنہوں نے دریافت کیا تھا کہ کیا حکومت یہ تجویز کرے گی کہ برطانوی دولت مشترکہ کا جو ڈویژن اس وقت کوریا میں ہے۔ اسے اس نقطۂ نظر کے تحت تربیت دی جائے کہ بعد میں اسے سلطنت برطانیہ کی طرف سے اقوام متحدہ کی مستقل دفاعی افواج میں شامل کیا جا سکے۔

سلامتی کونسل کا اجلاس

نیویارک ۳ فروری۔ مصر کے خلاف حکومت اسرائیل کی شکایات پر غور کرنے کے لئے سلامتی کونسل کا اجلاس کل جمعرات کے روز سہ پہر کو پھر منعقد ہو رہا ہے۔ یہ شکایات ان بندیوں سے متعلق ہے۔ جو نہر سویز میں جہازوں کے گزرنے پر حکومت مصر نے عائد کی ہوئی ہیں۔

مراکش میں تحریک آزادی زور پکڑ گئی

۱۵۵ افراد ہلاک و مجروح

کاسابلانکا ۲ فروری۔ مراکش میں تحریک آزادی زور پکڑ گئی ہے۔ پولیس افسروں نے آج اعلان کیا ہے کہ یکم فروری سے اب تک کاسابلانکا میں گیارہ افراد ایک فرانسیسی اور دس مراکشی ہلاک ہو چکے ہیں۔ ۲۴ دسمبر کو مرکزی مارکیٹ میں جو بم پھینکا گیا تھا۔ اس سے بیس افراد ہلاک ہوئے اور ۳۵ مجروح۔ اس سلسلہ میں بہت سے لوگوں کو جن کی تعداد راز میں رکھی گئی ہے گرفتار کر لیا گیا ہے۔

سر آغا خاں کو ایل ایل۔ ڈی کی اعزازی ڈگری پیش کی جائیگی

کراچی ۳ فروری۔ رجسٹرار کراچی یونیورسٹی کے اعلامیہ کے مطابق یونیورسٹی کی طرف سے ہز رائل ہائی نس سر آغا خاں کو ایل۔ ایل۔ ڈی کی اعزازی ڈگری پیش کی جائے گی [illegible] چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر ۷ فروری کو گیارہ بجے صبح ایک خاص کنووکیشن منعقد ہوگا جس میں یونیورسٹی کے چانسلر ہز ایکسی لنسی غلام محمد گورنر جنرل پاکستان صدارت کے فرائض سرانجام دیں گے۔

مقامی طور پر دوائیں تیار کرنے کا تجربہ کامیاب رہا

لاہور ۳ فروری پنجاب میں مقامی طور پر بعض دوائیاں تیار کرنے کے لئے جو تجربات کئے جا رہے تھے معلوم ہوا ہے کہ ان میں خاصی کامیابی ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کی مقرر کردہ ماہرین کی کمیٹی کا کل اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں ٹنکچر اور سپرٹ کے بعض نمونے پیش کئے گئے۔ کمیٹی نے بعض اہم فیصلے کئے۔ امید کی جاتی ہے کہ بعض کیمیائی مرکبات تیار کرنے کا کام عنقریب شروع ہو جائیگا۔

انڈونیشیا کے دو دریاؤں میں طغیانی

سیلاب کا پانی کھول رہا ہے

جکارتا ۳ فروری۔ یہاں موصولہ خبروں کے مطابق میراپی آتش فشاں پہاڑ کے علاقہ میں کھولتے ہوئے سیلابی پانی نے جس سے گندھک کی بو آ رہی ہے۔ لوگوں کی مشکلات میں اضافہ کر دیا ہے۔ خبر میں کہا گیا ہے۔ کہ میراپی کے مغرب میں بہنے والے پامیلان دریا میں طغیانی آ گئی ہے۔ اور دریا کا پانی اپنے دونوں کناروں سے آگے بڑھ کر وسیع علاقوں کو زیر آب کر چکا ہے۔ یہ پانی بہت کھول رہا ہے۔ اور اس میں سے گندھک کی بو آ رہی ہے۔ اس کے علاوہ کونٹو دریا نے بھی جکارتا اور سرابایا کے درمیان ریلوے لائن کو زیر آب کر دیا ہے۔

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا۔

روزنامہ المصلح کراچی

مورخہ ۱۴ تبلیغ ۱۳۳۲ھ

مغربی تہذیب کا اوجِ کمال

علم تاریخ کے پروفیسر مسٹر جے ایس ۔ ہوائے لینڈ نے اپنی کتاب تاریخ تمدن میں تہذیب کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انسان کو ابتداہی سے بعض جبلی خواص اور فطری میلانات ورثہ میں ملتے چلے آرہے ہیں ۔ یہ جبلی خواص اور فطری میلانات افراد اور قوموں کی زندگی اور ان کے افعال واعمال پر گہرا اثر ڈالتے ہیں ۔ انہی کی بدولت انسان ہلاکت سے بچنا اور اپنی زندگی کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ہے ۔ یا بقائے نسل کی خواہش اسے ازدواجی زندگی اختیار کرنے اور اپنے آپ کو وسیع تر قومی تنظیموں کے ساتھ وابستہ کرنے پر مجبور کرتی ہے ۔ یہی حال انسان کے ہر فعل کا ہے ۔ ہم اس کے جس فعل کا بھی تجزیہ کریں ۔ اس کے پس پردہ کسی نہ کسی جبلت یا فطری رجحان کا ہاتھ ضرور کارفرما نظر آئیگا انسانی افعال میں جبلی خواص کی کارفرمائیوں پر روشنی ڈالنے کے بعد مسٹر ہوائے لینڈ لکھتے ہیں ۔

”پس تہذیب اس ذہنی تربیت سے عبارت ہے کہ جو انسان کو اپنے جبلی خواص اور فطری میلانات پر قابو پانے کا اہل بناتی ہے ۔ اور اس سے ایسے افعال و اعمال سرزد کراتی ہے کہ جو بالآخر بنی نوع انسان کی مجموعی فلاح پر منتج ہوں ۔ بالفاظ دیگر وہ عمل یا طریق کار جس کی مدد سے انسان کے جبلی خواص اور عادات واطوار رضاکارانہ طور پر بنی نوع انسان کی خدمت میں صرف ہونے لگیں تہذیب کہلاتا ہے ۔“

اس کے بعد مسٹر ہوائے لینڈ نے یہ بتایا ہے کہ انسانوں اور حیوانوں میں جو چیز مابہ الامتیاز کا کام دیتی ہیں ، ان میں سے ایک تہذیب ہے ۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حیوان اپنے فطری تقاضوں کو پورا کرنے میں کسی ضابطے یا قانون کے پابند نہیں ہوتے ۔ جب کبھی کوئی فطری تقاضا انہیں کسی فعل پر مجبور کرتا ہے ، تو وہ بلا روک ٹوک اسے کر گزرتے ہیں اور کسی اجتماعی مفاد کا احساس آڑے آکر انہیں نظم و ضبط کی پابندی اختیار کرنے پر مجبور نہیں کرتا ۔ اور اگر حسن اتفاق سے ان کی حرکات و سکنات میں نظم کی کوئی جھلک نظر بھی آتی ہے ، تو وہ ذہنی تربیت کے خارجی اثرات کا نتیجہ نہیں ہوتی ۔ بلکہ وہ ازخود فطری خواص ہی کا ایک حصہ ہوتی ہے ۔

مسٹر ہوائے لینڈ نے تہذیب کی وضاحت میں جو کچھ لکھا ہے ۔ اسے ہم درست تسلیم کرتے ہوئے اس تہذیب کا جائزہ لیتے ہیں کہ جس کے زیر اثر پرورش پانے والے معاشرے سے خود مسٹر ہوائے لینڈ وابستہ ہیں ۔ ہماری مراد ”مغربی تہذیب“ سے ہے ۔ اس کا ہمہ گیر جائزہ اس مختصر سے مضمون میں ممکن نہیں ہے ۔ اس لئے ہم اپنی تنقید کو صرف ایک پہلو تک ہی محدود رکھیں گے ۔ اور وہ پہلو جنسی تعلقات سے متعلق ہے ۔ یہ ظاہر ہے کہ مغربی تہذیب میں عورتوں اور مردوں کے آزادانہ اختلاط کو نہ صرف جائز قرار دیا گیا ہے ، بلکہ اس کے زیر اثر پروان چڑھنے والے معاشرے میں کثرت سے آزادانہ اختلاط کے مواقع بہم پہونچائے جاتے ہیں ۔ اور اسے مغربی تہذیب کی برتری پر محمول کیا جاتا ہے لیکن یہ چیز معاشرے میں بالآخر فساد عظیم پر منتج ہوئی ہے ۔ اس کی ہلاکت آفرینی سے خود اہل مغرب کا فہمیدہ طبقہ بے حد پریشان ہے ۔ اور اب کانوں کو ہاتھ لگا رہا ہے ۔ چنانچہ امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی کے سوشیالوجی کے مشہور روسی نژاد پروفیسر مسٹر پٹرم الیگزنڈرو وچ سوروکن نے اس امر پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے ۔ کہ امریکہ کے لوگ قومی بنیادوں پر جنسی جنون کا شکار ہوتے جا رہے ہیں ۔ اور وہ اخلاقی نظام جس نے موجودہ جمہوریت کو جنم دیا تھا ۔ اور جس کی بدولت جمہوریت آج کے دم تک قائم چلی آرہی تھی خاک میں ملتا جا رہا ہے ۔ انہیں تشویش اس بات پر ہے کہ شہوانی خواہشات اس حد تک فروغ پا چکی ہیں کہ اس بارے میں انسانوں اور حیوانوں میں بمشکل ہی تمیز کی جا سکتی ہے ۔ جس قدر کسی فرد میں جنسی صلاحیت زیادہ ہے اسی قدر وہ مہذب خیال کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ اس تمام صورت حال پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ

”ہمارے موجودہ تمدن کے زیر اثر جس میں کہ شہوانی خواہشات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے ۔ لوگ نظریاتی اعتبار سے ایک بہت بڑے مغالطہ میں مبتلا ہیں ۔ یہ مغالطہ اگر تباہ کن نہ ہوتا تو میں اسے مضحکہ خیز قرار دیتا ۔ وہ مغالطہ یہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک کسی مرد یا عورت کی انسانیت کا اندازہ اس کی جنسی قوت و صلاحیت سے لگایا جا سکتا ہے ۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کا انداز فکر حیوانوں کے بارے میں علم حیوانات کے کسی ماہر ہی کا ہو سکتا ہے ۔ یہ ماہر اپنی زندگیاں جانوروں کیڑے مکوڑوں اور پودوں وغیرہ کی ادنیٰ زندگی کے مطالعہ ہی میں صرف کر دیتے ہیں ۔ ان کا مشاہدہ یہ ہے کہ کیڑوں مکوڑوں اور شہد کی مکھیوں وغیرہ میں زندگی کا تمام نظام اسی ایک قانون کے سوا کسی دوسرے فکری احساس پر نہیں ہوتا ۔ کہ کسی نہ کسی طور نسل چلتی رہے ۔ لیکن ہم کیڑے مکوڑے نہیں ہیں ۔ ہم ان نظریاتی حقائق کو جو علم حیوانات کی تجربہ گاہوں میں ہی بھلے معلوم ہوتے ہیں من وعن انسانوں پر چسپاں نہیں کر سکتے ۔“ (ٹائم نیوز میگزین ۱۷ جنوری ۱۹۵۲ء)

مسٹر سوروکن نے (جنہوں نے گزشتہ چوبیس سال سے امریکہ کی شہریت اختیار کر رکھی ہے) جنسی اعتبار سے امریکی سوسائٹی کی ہولناک صورت حال کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے لیکن ہم مندرجہ بالا اقتباس پر ہی اکتفا کرتے ہوئے اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ کیا وہ تہذیب مسٹر ہوائے لینڈ کی تعریف کے مطابق صحیح معنوں میں تہذیب کہلا سکتی ہے ۔ کہ جس نے انسان کے طبعی تقاضوں کو اس قدر بے لگام کر دیا ہے کہ انسان اور حیوان میں کوئی تمیز باقی نہیں رہی ؟ تہذیب تو نام ہی اس ذہنی تربیت کا ہے کہ جو انسان کو اپنے جبلی خواص اور فطری میلانات پر قابو پانے کا اہل بنا کر اس سے ایسے افعال سرزد کراتی ہے کہ جو بالآخر انسان کی مجموعی فلاح پر منتج ہوں لیکن مغربی تہذیب کی بدولت فطری تقاضوں پر قابو پانا تو کجا ان کو اور زیادہ بے لگام کرنے میں مدد مل رہی ہے ۔ اور حیوانوں کے انسان بننے کی بجائے خود انسان حیوانوں کا روپ دھار رہے ہیں ۔ کیا مغربی تہذیب کا یہی اوجِ کمال ہے جس پر اہل مغرب نازاں ہیں ۔ اور باقی دنیا کو غیر مہذب کا طعنہ دینے میں انہیں کوئی باک محسوس نہیں ہوتی ؟ یقیناً مغربی تہذیب کا یہی ”اوجِ کمال“ ہے ۔ کہ جو خود اہل مغرب کو اب اس سے برگشتہ کر رہا ہے ۔ اور وہ بڑی شدت کے ساتھ محسوس کرتے جا رہے ہیں کہ مغربی تہذیب بہت جلد اپنے انجام کو پہونچنے والی ہے ۔ چنانچہ خود مسٹر ہوائے لینڈ نے بھی تاریخ تمدن میں مغربی تہذیب کے باطنی خطرات سے نہایت زوردار الفاظ میں خبردار کیا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں ۔

”ہم نے جو ترقی بھی کی ہے اسے برقرار رکھنے کا تمام تر دارومدار اس بات پر ہے کہ ہم اپنی آزادی اور تہذیب کو ان روحانی صداقتوں سے ہم آہنگ کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوتے ہیں کہ جن کا درس مشرق نے دیا ہے ۔ کیونکہ محبت و اخوت اور قربانی و ایثار کے بغیر اور خود غرضانہ جبلی خواص پر قابو پائے بغیر ہماری تہذیب صحیح اور قائم رہنے والی تہذیب کے طور پر زندہ نہیں رہ سکتی ۔ اور اگر یہ کچھ عرصہ رہی بھی تو اس لغو بے کار اور ناپائیدار تمدن کے مترادف ہو گا ۔ کہ جس کے لئے اسی طرح تباہی مقدر ہے ۔ جس طرح روم کی تہذیب نابود ہو کر رہ گئی ۔“

(تہذیب و تمدن کی مختصر تاریخ مصنفہ جے ۔ ایس ۔ ہوائے لینڈ ص ۲۸۲)

ملازمت کے خواہشمند احباب کے لئے

Initial Recruitment Examination for the posts of Divisional Accountants

یہ امتحان اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب لاہور کے دفتر میں ۱۵ مارچ کو ہوگا ۔ درخواست بنام سینئر ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل لاہور معرفت دفتر روزگار ۱۵ فروری ۱۹۵۳ء تک پہونچنی لازم ہے ۔ شرائط : گریجوایٹ سیکنڈ ڈویژن ۔ عمر ۱۵ مارچ کو ۲۴ سال سے زائد نہ ہو ۔ مضامین امتحان مضمون نویسی پاس مارکس ۳۰/۱۵ (۲) حساب وعملی مساحت پاس مارکس ۱۲۳/۲۰۰ کل پاس مارکس ۲۱۰ مساحت کا نصاب

Mensuration for Indian Schools & colleges by Carpoint

حساب میٹرک کے معیار کا ۔ سکیل تنخواہ ۱۲۵-۱۰-۲۲۵-۱۰-۲۷۵-۲۵-۳۵۰ دوران ٹریننگ ۱۰۰ روپے علاوہ الاؤنس (سول لاہور ۱۵ جنوری)

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی پانچویں کامیاب سالانہ کانفرنس

انڈونیشیا کے صدر اور وزیر اعظم کے پیغامات متعدد معززین اور اعلیٰ حکام کی شرکت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایمان افروز پیغام

(از مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب سکرٹری احمدیہ مسلم مشن انڈونیشیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے احسان سے جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی پانچویں سالانہ کانفرنس مورخہ ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر کو بمقام بوگر کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس کانفرنس کے لئے امسال بوگر (Bogor) کا شہر منتخب کیا گیا تھا۔ جو جاکرتا سے کوئی ۴۰ میل جنوب کی طرف واقع ہے۔ اور کافی اہمیت کا حامل ہے۔ اس وجہ ہماری جماعت کی تعداد مضافات بوگر کو شامل کرتے ہوئے کوئی سوا سو بالغ مردوں پر مشتمل ہے۔ جماعت کی یہاں اپنی مسجد ہے۔ مگر جماعت کی کوئی عمارت یا ہال وغیرہ اپنا نہیں۔ اس لئے کانفرنس کا انتظام نیشنل بلڈنگ میں کیا گیا، جہاں رہائش اور کھانے کے انتظام میں بھی سہولت رہی۔ کانفرنس کے جملہ اجلاس اسی جگہ منعقد ہوئے۔

انعقاد کانفرنس سے کوئی دو ماہ قبل کانفرنس کی استقبالیہ کمیٹی نے باقاعدہ طور پر اس کے انتظامات شروع کر دیئے تھے۔ چنانچہ انڈونیشیا کے پریس کے ذریعہ بہت عرصہ قبل ہی کانفرنس کی خبر تمام ملک میں پھیل چکی تھی۔ اور ریڈیو پر متواتر کئی روز تک یہ خبر نشر کی جاتی رہی۔ اس کے علاوہ مختلف قسم کے پوسٹر بھی چسپاں کئے گئے۔ اور شہر کے سینما گھروں میں بھی بذریعہ فلم سلائیڈز یہ خبر ایک ہفتہ تک نشر ہوتی رہی۔

استقبالیہ تقریب

کانفرنس کی استقبالیہ تقریب کے لئے جو کہ ۲۴ دسمبر کی شام کو منعقد ہوئی۔ ایک ہزار سے زائد خاص دعوت نامے جاری کئے گئے۔ جن کے ذریعہ تمام سیاسی اور مذہبی پارٹیوں یا اداروں کو آنے کی دعوت دی گئی۔ نیز سینکڑوں کی تعداد میں مرکزی حکومت کے عہدیداروں کو بھی مدعو کیا گیا۔ چنانچہ اس استقبالیہ تقریب کے موقعہ پر بہت سے معززین اور شہر کی اعلیٰ شخصیتوں نے اجلاس میں شرکت کی۔ اور ہمدردانہ اور اخوت کے جذبات کا اظہار کیا۔ ان اصحاب میں سے جناب کمشنر صاحب۔ ڈپٹی کمشنر صاحب اور بوگر شہر کے میئر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ مختلف پارٹیوں اور اداروں کے سرکردہ احباب نے بھی شرکت کی۔ اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

اس موقعہ پر درجنوں مبارکباد کے پیغامات بھی موصول ہوئے، جن میں سے خاص طور پر قابل ذکر جناب پریذیڈنٹ صاحب ڈاکٹر سوکارنو۔ جناب ڈاکٹر محمد حتیٰ صاحب۔ جناب وزیر اعظم۔ نائب وزیر اعظم۔ وزیر داخلہ۔ وزیر خارجہ۔ وزیر سوشل معاملات۔ گورنر مغربی جاوا۔ فضائی فوج کے کمانڈر اعلیٰ اور انڈونیشیا کی پولیس کے افسر اعلیٰ کی طرف سے موصول ہونے والے پیغامات ہیں۔

ہمارے بیرونی مشنوں میں سے ہالینڈ۔ انگلستان اور امریکہ کے مشنوں کی طرف سے بھی دعائیہ مبارکباد کے پیغام موصول ہوئے۔ جو خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ اس استقبالیہ تقریب میں دو تقاریر ہوئیں، جن میں احمدیت کے مقصد کو واضح طور پر حاضرین کے سامنے پیش کیا گیا۔ ایک تقریر جناب رئیس التبلیغ صاحب نے فرمائی۔ دوسری پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ انڈونیشیا نے کی۔ اس اجلاس کے اختتام پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک لیکچر پیغام احمدیت (جو سیالکوٹ کے ایک جلسہ میں پڑھا گیا تھا) تمام احباب کرام میں مفت تقسیم کیا گیا۔

مورخہ ۲۵ دسمبر کو صبح آٹھ بجے کانفرنس کی کارروائی شروع ہوئی۔ افتتاحی اجلاس میں مکرم جناب مولوی عبد الواحد صاحب مولوی فاضل حال رئیس التبلیغ انڈونیشیا نے حضور اقدس کا وہ مبارک اور روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا۔ جو حضور نے ذرہ نوازی فرماتے ہوئے چند روز قبل بذریعہ تار برقی عنایت فرمایا تھا۔ اس پیغام کو سن کر تمام دل جذبات تشکر سے لبریز تھے۔ اور بہت سی آنکھیں پرنم۔ یہ پیغام گو الفاظ میں مختصر تھا۔ مگر حقیقت کے لحاظ سے مخلصین کی روحوں کے لیے ایک تازگی تھی۔ اور ہمارے قلوب کے لئے ایک تسکین کا سامان مضمر تھا۔ جس کے لئے ہم حضرت اقدس کے جس قدر بھی شکر گذار ہوں کم ہے۔

اسی پیغام کے بعد مکرم جناب رئیس التبلیغ صاحب نے اسی پیغام کی روشنی میں ایک گھنٹہ کے قریب نمائندگان جماعت اور دیگر احمدی احباب کو جو کانفرنس میں حاضر تھے۔ ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اور اپنی ایک نئے عزم اور ایک نئے ارادہ کے ساتھ کام شروع کرنے کی تحریک کی۔

اس کے علاوہ پہلے دن کی کارگذاری۔ انصار اللہ لجنہ اماء اللہ اور خدام الاحمدیہ کے الگ الگ اجلاسوں پر بھی مشتمل تھی۔ جن کی رپورٹ شام کو کانفرنس کے مجموعی اجلاس میں پیش کی گئی۔

دوسرے روز کے اجلاس میں جماعت کی ترقی کے لئے بعض نئی تجاویز پر غور کیا گیا۔ نیز جماعت کے چندہ عام کے آئندہ مجوزہ بجٹ پر بحث ہوئی۔ الحمد للہ کہ آئندہ سال کے لئے جماعت کا چندہ عام کا مجوزہ بجٹ ایک لاکھ نوے ہزار روپے (انڈونیشین) متفقہ طور پر پاس ہوا۔ (اس بجٹ میں چندہ تحریک جدید یا چندہ برائے سالانہ کانفرنس یا دیگر چندہ جات متفرق شامل نہیں۔ بلکہ صرف چندہ عام ۵۴-۱۹۵۵ء کا بجٹ ہے)

تیسرے روز عام کھلا تبلیغی اجلاس تھا جس کے لئے دعوت عام تھی۔ اس میں چار اہم مضامین پر تقاریر ہوئیں۔ جنہیں احباب نے توجہ سے سنا۔ اس اجلاس کی حاضری سات سو سے زائد تھی۔ جن میں ایک خاص تعداد شہر کے معززین کی تھی۔ شام کو کانفرنس کا الوداعی اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں مبلغین کرام کی چند ایک تقاریر ہوئیں۔ اور اس کے بعد جماعتوں کے نمائندگان کو اظہار خیالات کا موقعہ دیا گیا۔ یہ اجلاس رات ایک بجے تک جاری رہا۔ اور بالآخر دعا پر ہماری یہ کانفرنس کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوئی۔

اس کانفرنس میں باقاعدہ اور رسمی طور پر شامل ہونے والے افراد اور نمائندگان کی تعداد پونے تین صد کے قریب تھی۔ اور اڑھائی صد کے قریب ہمارے دیگر احمدی بھائی تھے۔ جو اپنے طور پر اس کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ ساٹرا سے آنے والے احمدی بھائیوں کی تعداد پچاس کے قریب تھی۔ آئندہ سال کی کانفرنس کے متعلق فیصلہ ہوا کہ وہ مشرقی جاوا کے شہر سورابایا میں منعقد ہو۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں میں برکت ڈالے۔ آمین۔

احباب متوجہ ہوں

سکرٹری پنجاب و سرحدی صوبہ جائنٹ پبلک سروس کمیشن لاہور نے سینئر سول سپلائی انسپکٹروں کی عارضی اسامیوں میں تقرری کے لئے درخواستیں ۸ ہ ۲ تک طلب کی ہیں۔ تنخواہ ۲۰۰/۵۰-۱۰-۳۰۰ شرائط۔ گریجوایٹ یا میٹرک جس کا تجربہ سرکاری ملازمت ۱۵ سال ہو۔ عمر ۲ ہ ۱۸ کو ۲۳ و ۴۰ کے درمیان۔ سکونت شمال مغربی سرحدی صوبہ۔ (سول لاہور ۵ ہ ۲۹)

فیلڈ آفیسر کی عارضی اسامیوں کے لئے درخواستیں ۵ ہ ۲ ۱۰ تک بنام Asstt. Secretary to Govt of Pakistan Ministry of Refugees and Rehabilitation Karachi طلب کی گئی ہیں۔ تنخواہ ۲۷۰-۲۰-۵۰۰-۲۵-۵۰۰ نیز ۳۰٪ ڈیپوٹیشن الاؤنس ہندوستان میں۔ شرائط:۔ گریجوایٹ جو انتظامی امور میں تجربہ کار ہو۔ عمر ۳۰ و ۵۰ کے درمیان (سول لاہور ۵ ہ ۳۰) (ناظر تعلیم و تربیت)

شکریہ و درخواست دعا

محترم ناظر صاحب بیت المال قادیان تحریر فرماتے ہیں کہ مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب آف چنتہ کنٹہ (حیدر آباد دکن) نے دو ہزار روپیہ مسجد مبارک ربوہ کی دریوں کے لئے عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں برکت دے۔ ان کی ہر قسم کی مشکلات کو دور فرمائے۔ اور اپنی جزائے خیر دے۔ ناظرین المصلح سے ان کے لئے خاص طور پر دعا کرنے کی درخواست ہے (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

جماعت احمدیہ عدن کی مساعی

مختلف اسلامی مسائل پر تقاریر۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کامیاب جلسہ

جماعت احمدیہ عدن اگرچہ بصورت جماعت تو ۱۹۳۶ء سے قائم ہے۔ مگر اس کے اکثر ممبر بیرونی تھے۔ باقاعدہ طور پر عدن مشن کا قیام مولانا غلام احمد صاحب مبشر کے ۱۹۴۷ء میں وہاں جانے سے ہوا۔ مولوی صاحب موصوف کی ان تھک مساعی سے اللہ تعالیٰ نے یہاں پر ایک مخلص لوکل جماعت پیدا کر دی جس کا مرکز ایک اوسط درجے کے شہر بنام شیخ عثمان میں قائم ہے۔ یہ شہر اصلی عدن سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور عدن کالونی کا جزو ہے۔ جماعت احمدیہ عدن کے پاس ایک بر سر راہ بلڈنگ میں ایک کمرہ کرایہ پر ہے۔ جہاں پر نمازوں اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ہر روز رات کو نماز عشاء کے بعد باری باری درس قرآن۔ حدیث۔ کتب مسیح موعود علیہ السلام اور تعلیم لغت عربیہ کے درس دیئے جاتے ہیں۔ نماز مغرب اور عشاء اور نماز جمعہ بھی یہاں پر ادا کی جاتی ہے۔

جماعت احمدیہ عدن ہفتہ وار اجلاس منعقد کرتی ہے جو جگہ کی تنگی کی وجہ سے مکرم ڈاکٹر محمد خان صاحب کے مکان پر منعقد کئے جاتے ہیں یہ اجلاس ہر ہفتہ کی رات کو ۸½ بجے شب منعقد ہوتے ہیں۔ جن میں تبلیغی اور تربیتی امور کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ ماہ نومبر میں منعقد کردہ جلسوں کی قدرے تفصیل پیش کی جاتی ہے

۷ نومبر کو تعلیم و تربیت کا جلسہ تھا۔ سب سے پہلے اشرف خان صاحب اور افضل خان صاحب نے جو میجر محمد خان صاحب کے بچے ہیں ایک نظم پڑھ کر سنائی جو الحاج سلطان محمد شبوطی کی تالیف کردہ ہے اس کے بعد میجر محمد خان صاحب ابن میجر محمد خان صاحب نے تقدیر و تدبیر پر ڈاکٹر محمد خان صاحب نے "دین کو دنیا پر مقدم کرو" پر الشیخ عبداللہ محمد شبوطی نے عمل صالح اور استقامت اور عبدہ سعید صوفی نے نماز کیونکر پڑھنی چاہیئے پر تقریریں کیں

۱۴ نومبر کو تبلیغی جلسہ تھا بعض مخصوص آدمیوں کو دعوت نامے بھیجے گئے۔ حاضری ۴۴ تھی۔ پہلا لیکچر انگریزی میں بشیر محمد خان صاحب نے دیا موضوع "عورت کا درجہ اسلام میں" تھا۔ اس کا ترجمہ عبدہ سعید صوفی نے عربی میں کیا۔ آخر میں سوالات کا سلسلہ جاری ہوا۔ سعید علی جریب نے پوچھا اسلام نے حجاب کی تائید کی ہے۔ یا برعکس اسکے کیا اسلام عورت کو ڈاکٹری نرس وغیرہ پیشوں کی اجازت دیتا ہے یا نہیں گاؤں کی عورتوں میں حجاب نہیں ہوتا۔ اور کوئی قباحت بھی دکھائی نہیں دیتی۔ اس طرح شہری عورت بھی کیوں نہ عملدر آمد کرے۔ کیا پردہ عورت کی ترقی میں روکاوٹ نہیں ہے وغیرہ ان سوالات کے جوابات تسلی بخش دیئے گئے۔ آخر میں میجر محمد خان صاحب نے حاضرین کو بتایا کہ جماعت احمدیہ کے مرکز میں عورت حجاب میں رہتے ہوئے تمام ترقی کے کاموں میں حصہ لیتی ہے۔ مرکز احمدیہ میں عورتیں تعلیم میں لڑکوں کی نسبت بڑھ کر ہیں وغیرہ۔ سعید علی جریک نے پوچھا۔ اگر تمام عورتیں اور مرد تعلیم یافتہ ہوں۔ تو کیا پردے کی ضرورت باقی رہے گی۔ ان کو جواب دیا گیا۔ کہ تعلیم اور چیز ہے۔ اور تربیت نفس اور چیز ہے۔ اور حجاب تربیت نفس کے لئے ضروری ہے۔

دوسرا لیکچر سعید صوفی نے اسلام میں شفاعت کے موضوع پر دیا۔ عامۃ الناس اور علماء کے غلط عقیدوں کی تشریح کر کے صحیح اسلامی تعلیم بیان کی۔

۲۱ نومبر کو تعلیم و تربیت کے جلسہ میں اولاً میجر محمد خان صاحب نے اخبار بدر سے چیدہ چیدہ خبریں پڑھ کر سنائیں۔ جماعت مارشس کے مفصل حالات بھی جو درج اخبار تھے۔ ترجمہ کر کے عربی میں حاضرین کو پیش کئے گئے۔ اس کے بعد سلطان محمد شبوطی نے تقریر کی۔ موضوع تھا "دستور جماعت احمدیہ بہترین دستور ہے" کیونکہ اس کی بنیاد قرآن پر ہے۔ اس کے بعد برادرم عبداللہ محمد شبوطی نے کلمہ شہادت کی تشریح کی۔ اور اس کے بعد سعید علی حریک نے "نبیوں کے ساتھ کفار کے تمسخر" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس جلسہ میں یہ بھی قرار پایا۔ کہ ہر بار نئے دوست تقریریں کیا کریں۔

۲۸ نومبر کو جماعت احمدیہ عدن نے جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منعقد کیا۔ جو نہایت کامیاب تھا۔ حاضری ۱۳۸ تھی۔ خاص دعوت نامے بھیجے گئے تھے۔ بعض لوگ جو ہماری نسبت غلط فہمیوں میں مبتلا تھے۔ انہوں نے حیرت ظاہر کی اور اس طرح جلسہ کا اثر نہایت اچھا رہا۔ جلسہ پر ملکان ڈاکٹر محمد خان صاحب ہوا۔ سب سے پہلے برادرم سعید علی حریک نے نہایت ہی خوش الحانی سے تلاوت قرآن مجید کی۔ اس کے بعد پہلی تقریر ڈاکٹر میجر محمد خان صاحب کی تھی۔ جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی پچھلے سال کی سیرت النبیؐ کے جلسہ کی تقریر کا عربی میں ترجمہ کر کے سنایا۔ اس کے بعد الشیخ عبداللہ محمد شبوطی نے سیرت النبیؐ کے مختلف پہلوؤں سے بیان کئے۔

تیسری تقریر برادرم سعید علی جریک کی تھی۔ جنہوں نے عظمت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلو بیان کئے۔ تمام حاضرین ہمہ تن گوش تقریر سنتے رہے۔ اور جلسہ نہایت کامیابی سے صدر کے دعا کے ساتھ ختم ہوا۔ (محمد خان)

حفظان صحت کے بعض اہم اصول

صحت و تندرستی وہ بیش بہا نعمت ہے۔ جس کے مقابلہ میں ہفت اقلیم کی بادشاہت اور کائنات عالم کی تمام نعمتیں ہیچ ہیں۔ تندرست جسم صحیح دماغ اور پاکیزہ ضمیر لاثانی ہو سکتا ہے۔ ایک دائم المریض دولتمند امیر کی نسبت ایک نیک چلن تندرست مزدور زیادہ ہشاش بشاش ہے۔ تندرست انسان کے دل میں ہمیشہ خوشیاں موجود رہتی ہیں۔ اور وہ ہمیشہ ہشاش بشاش رہتا ہے۔ برخلاف ازیں بیمار و مریض انسان کا دل دوزخ کی آگ کی مانند ہوتا ہے۔ اور وہ زندگی سے بیزار رہتا ہے۔ صحت کے بغیر زندگی کا لطف اور دنیاوی آرام و تمتول کا مزا۔ ملازمت ہو یا ذاتی کاروبار۔ روحانی ہو یا دینی ترقی کا شوق۔ زندگی کے ہر شعبہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے صحت نہایت ضروری ہے۔ اس شخص کی حالت پر کتنا افسوس ہے۔ جو اپنی بد اعتدالیوں اور بد پرہیزیوں کے باعث اپنی صحت کو تباہ و برباد کرتا ہے۔ اور پھر صحت کی خاطر دولت خرچ کرتا ہے۔ تندرستی ہر حالت میں ضروری ہے۔ اب ہم تندرستی قائم رکھنے اور حفظان صحت کے اصول اور معاونِ صحت ہدایات درج کرتے ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے صحت قائم رہ سکتی ہے۔ اور انسان امراض کے حملوں سے محفوظ رہ کر مسرت و شادمانی کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔

صحت کیا ہے اور اسکی علامت

جسم کے تمام عناصر کا اعتدال کی حالت میں ہونا اور تمام جسمانی اعضا کا اپنے اپنے افعال کما حقہٗ سرانجام دینے کا نام صحت ہے۔ جسم میں کسی قسم کی بے چینی یا تکلیف کا محسوس نہ ہونا بھوک اچھی طرح لگنا اور پوری طرح نیند کا آنا صحت کی علامت ہے۔

صحت کے دشمن

بے اعتدالی و بد پرہیزی۔ زیادہ محنت۔ غم و فکر صحت کے دشمن ہیں۔

صحت کے معاون

ورزش و ریاضت۔ نیک صحبت۔ پاکیزہ خیالات اعتدال و پرہیزگاری۔ عمدہ خوراک اور تفریح و بشاشت صحت کے معاون ہیں۔

ورزش

صحت قائم رکھنے کے لئے ورزش ضروری ہے۔ عمر طبیعت اور موسم کے مطابق روزانہ ورزش کرنا صحت کو قائم رکھتا ہے۔ اس قدر ورزش کرنا کہ جسم کسل مند ہو جائے۔ درست نہیں۔ ورزش کے لئے سب سے عمدہ وقت صبح کا ہے ورزش کھلی اور صاف ہوا میں کرنی چاہیئے۔ بیمار اور کمزور لوگوں کو ورزش سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

غسل

روزانہ تازہ پانی سے نہانا جسم کو تندرست اور چست رکھتا ہے۔ اس لئے روزانہ تازہ پانی سے غسل کی عادت ڈالیں غسل کرنے سے پہلے جسم پر تیل کی مالش کرنا اور میل وغیرہ اتارنے کے لئے اچھا صابن یا ابٹن کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ غسل کے بعد جسم کو اچھی طرح خشک کر کے لباس پہننا چاہیئے۔

خوراک

جسم کی پرورش اور بقائے حیات کے لئے خوراک نہایت ضروری ہے۔ خوراک ہمیشہ سادہ اور عمدہ ہونی چاہیئے۔ بغیر بھوک کے کھانا کھانا بڑا مضر ہے۔ زیادہ گرم اور تیز مصالحے۔ زیادہ مرغن اور ثقیل اغذیہ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ باسی اور پس خوردہ کھانا بھوک سے زیادہ کھانا۔ بسیار خوری کی عادت ڈالنا بہت برا ہے۔ سڑے پھل اور بازاری مٹھائیاں صحت کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ خوراک میں اعتدال ضروری ہے۔

ہوا اور پانی

ہوا کے بغیر ایک لمحہ زندہ رہنا بھی ناممکن ہے۔ تازہ اور صاف ہوا زندگی کے لئے ضروری ہے۔ خراب ہوا میں سانس لینے سے کئی ایک امراض کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اور سانس ہمیشہ ناک سے لینے کی عادت ڈالو۔ پینے کے لئے پانی ہمیشہ صاف اور مصفی ہونا ضروری ہے۔ اچھی طرح جوش دیکر اور فلٹر کیا ہوا پانی استعمال کرنا اچھا ہے۔ خواہش کے بغیر پانی ہرگز نہ پیو۔ اور زیادہ سرد اور زیادہ گرم پانی بھی استعمال نہ کرو۔ گندہ اور غلیظ پانی ہرگز استعمال میں نہ لاؤ۔

تفریح و زندہ دلی

بشاشت اور زندہ دلی درازیٔ عمر اور صحت کے لئے مفید ہے۔ بشاشت سے دل میں طاقت پیدا ہوتی ہے جسم میں خون اچھی طرح دورہ کرنے لگتا ہے کئی امراض صرف کھل کھلا کر ہنسنے سے ہی رفع ہو جاتے ہیں جرمنی کا ایک ڈاکٹر بدہضمی اور کمی خون اور قبض کا علاج

(باقی صفحہ ۵ پر)

تحریک جدید میں شمولیت کے متعلق

تین اہم ہدایات

(۱) "گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہوگا۔ مگر جو شخص شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہوگا کہ خلیفۂ وقت نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے۔ وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائے گا۔"

(۲) "میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ذرہ بھی رکھتا ہے۔ میری اس تحریک پر آگے آئے گا۔ اور وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا۔ اس کا ایمان کھویا جائے گا۔"

(۳) "ہم تو جب بھی کوئی بات کہیں گے۔ محبت اور پیار سے ہی کہیں گے۔ اور اگر اس سے کوئی یہ استدلال کرتا ہے۔ کہ حکم نہیں۔ تو اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ایسے احکام دینا نہ تو ہمارے اختیار میں ہے۔ اور نہ ہی ہم ایسے نفاذ کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور ایسے لوگ جو حکم تلاش کرتے ہیں۔ وہ اس جماعت میں داخلہ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے فائدہ وہی حاصل کر سکتا ہے۔ جو محبت کے تعلق کو قائم رکھے۔ اور یہ نہ دیکھے۔ کہ کوئی بات حکماً کہی گئی ہے۔ بلکہ صرف یہ دیکھے۔ کہ جس سے پیار ہے۔ اس کی بات کو وزن دینا ضروری ہے۔ اور اس کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے۔"

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

پس اے جماعت کے خوش نصیب مجاہدو اپنے آقا کی فرمودہ تینوں باتوں کو اچھی طرح پڑھ لو۔ پوری طرح سوچ لو۔۔۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گذشتہ نومبر کے آخر میں اپنے جان نثار اور محبت رکھنے والے غلاموں سے اگلے سال کے لئے قربانیوں کا مطالبہ فرما چکے ہیں۔ اب اس رنگ میں اپنے مخلصانہ اور عاشقانہ جذبات دکھلانے کی کوشش کرو۔ کہ پیارے آقا کے لبوں کی جنبش کے ساتھ ہی والہانہ لبیک سے آسمان پر فرشتوں کو اور زمین پر مخلوق کو حیرت میں ڈال دو۔ اور کوشش کرو۔ کہ کوئی جماعت میں داخل ہونے والا بھائی شمولیت سے محروم نہ رہ جائے۔

اے بلاں بکوشید برائے حق بجوشید

وکیل المال ثانی تحریک جدید ربوہ

احمدی خواتین کا رسالہ مصباح

(۱) اس میں حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا درس قرآن شامل ہوتا ہے۔

(۲) اس میں سلسلہ کے جید علماء اور پڑھی لکھی بہنوں کے مضامین شامل ہوتے ہیں۔

(۳) ہر عورت کے متعلق اسلامی احکام کو واضح کیا جاتا ہے۔

(۴) مذہبی۔ معاشرتی اور تمدنی معلومات پیش کی جاتی ہیں۔ جن سے موجودہ مسموم فضاء میں ہر احمدی بہن کو آگاہ ہونا ضروری ہے۔ پس آپ اس کی خریداری میں تعاون فرمائیں۔ خود خریدار بنیں۔ اور دوسروں کو خریدار بنائیں۔ (مینیجر مصباح)

حفظان صحت کے حصول (بقیہ صفحہ ۴)

اپنے ہنسی کے کھیلنے میں بڑی کامیابی سے کرتا ہے۔ تفریح اور ہنسی صحت کے مددگار ہیں اس لئے تھوڑا ہنسنے اور بشاش رہنے کی عادت ڈالو۔

غم و فکر

زیادہ غم و فکر میں مبتلا رہنے سے دوران خون میں خرابی پیدا ہو کر صحت تباہ ہو جاتی ہے۔ اور عمر کم ہوتی ہے۔ یہ انسانی روح کو طاقتور بناؤ خواہ مخواہ خیالی فکر و غم اپنے لئے پیدا نہ کرو۔ فکر کے اصلی سبب کو رفع کرو۔ اور ہر حالت میں خوش رہنے کی کوشش کرو۔

نیند و آرام

جسم کی صحت کے لئے آرام و نیند بھی ضروری ہیں۔ جوان آدمیوں کے لئے آٹھ گھنٹے سے زیادہ سونا مضر ہے۔ دن کے وقت کبھی نہ سونا چاہیئے۔

اعتدال و پرہیز

۴ کھانے پینے۔ محنت۔ ورزش اور جذبات نفسانی میں ہمیشہ اعتدال سے کام لو۔ کسی قسم کے نشے کے عادی مت بنو۔ پرہیزگاری کی زندگی بسر کرو۔ علاج سے احتیاط بہتر ہے۔ ماخوذ

ہفتۂ تحریک جدید اور لجنہ اماء اللہ

تمام لجنات اماء اللہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق یکم فروری سے ۷ر فروری تک تحریک جدید کا ہفتہ منائیں اور کوشش کریں کہ اس عرصہ میں ہر عورت تحریک جدید میں شامل ہو جائے۔ کوئی عورت ایسی باقی نہ رہ جائے جو اس میں شامل ہونے سے رہ جائے۔ حضور کے ارشاد کے مطابق جماعت کی مخلص خواتین ان مستورات کے پاس جائیں۔ جو ابھی تک تحریک جدید میں شامل نہیں ہوئیں۔ اور ان کو شامل کریں۔

تمام لجنات کی عہدہ دار ۷ر فروری کے بعد رپورٹ بھجوائیں۔ کہ کتنی مستورات کو انہوں نے تحریک جدید میں شامل کیا ہے۔ (جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

اعلان دار القضاء

مکرم غلام محمد صاحب سابق دیہاتی مبلغ ولد بختیار خان صاحب مرحوم کی اہلیہ طیبہ بیگم صاحبہ نے اپنے خاوند کے خلاف خلع کی درخواست دی ہے جس کی تاریخ سماعت پندرہ فروری مقرر کی گئی ہے۔ عام ذرائع سے ان کو اطلاع نہیں دی جا سکی۔ لہٰذا بذریعہ اخبار المصلح اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ تاریخ مقررہ پندرہ فروری کو بعد نماز ظہر دفتر قضاء میں تشریف لا کر اپنے مقدمہ کی پیروی کریں۔ ورنہ یکطرفہ کاروائی عمل میں لائی جا سکے گی۔ (ناظم دار القضاء ربوہ)

پتہ مطلوب ہے!

میاں محمد صادق صاحب ولد میاں محمد ابراہیم صاحب ساکن مینادار ڈاکخانہ کالی صوبہ خان ضلع گوجرانوالہ سابق درویش قادیان کا ایڈریس درکار ہے۔ جو دوست ان کے ایڈریس سے آگاہ ہوں۔ وہ نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔ یا اگر خود وہ یہ اعلان پڑھیں تو اپنے پتہ سے اطلاع دیں۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

(۲) شیخ قیصر علی صاحب ولد قاضی اصغر علی صاحب سکنہ میرٹھ شہر بھارت سے پاکستان تشریف لے آئے ہیں۔ ان کا موجودہ ایڈریس درکار ہے۔ جو دوست ان کے ایڈریس سے آگاہ ہوں۔ وہ نظارت ہذا کو آگاہ فرمائیں۔ یا اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں۔ تو اپنے ایڈریس سے اطلاع دیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

ولادت مولا کریم نے اپنے فضل و کرم سے بندہ کو پانچواں فرزند عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انوار الحق نام تجویز فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ مولا کریم عزیز کو لمبی زندگی عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے۔ آمین (فضل حق احمدی کراچی)

درخواست ہائے دعا

مکرم چوہدری عبد الحق صاحب کارکن دفتر محاسب ایک لمبے عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں سابقہ اب ان کی صحت زیادہ کمزور ہو چکی ہے احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (ملک عبد الغفور کارکن دفتر قضاء ربوہ) (۲) میری اہلیہ امۃ الحفیظ دختر قریشی محمد شفیع صاحب پنشنر لودھیر کی صحت کاملہ کیلئے احباب جماعت درد دل سے دعا فرمائیں (ماسٹر خدا بخش احمدی کمیشن ایجنٹ غلہ منڈی سرگودھا) میرا بچہ آٹھویں جماعت کے فائنل امتحان میں شامل ہو رہا ہے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (خاکسار ماسٹر محمد مولاداد سکنہ شہزادہ ڈاکخانہ خاص براستہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ)

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور پاکیزہ کرتی ہے!

مسجد وزیر خاں کے اندر آتشیں اسلحہ موجود تھا

سمجھدار اور معزز طبقہ مسجد کے اندر اجتماع کو پسند نہیں کرتا تھا

عبدالستار خاں نیازی نے اپنی تقریر میں پولیس اور حکومت کی سخت مذمت کی تھی

سیّد اعجاز حسین شاہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کا بیان !!!

گذشتہ سے پیوستہ

سوال:۔ کیا ۴ر تاریخ کا اجتماع غیر قانونی تھا؟ جواب:۔ ۴ر تاریخ کو تقریروں کا لہجہ قابلِ اعتراض نہیں تھا لیکن زیرِ غور مسئلہ یہ تھا کہ آیا مساجد میں اجتماع قانونی تھا یا غیر قانونی۔ سوال:۔ کیا ڈی ایس پی کے قتل کے بعد وزیر خاں مسجد سے سول حکام ہٹائے گئے تھے۔ جواب:۔ نہیں ہم نے معمول کے مطابق مسجد کے آس پاس پولیس تعین کر دی تھی سوال:۔ مارشل لاء کے نفاذ سے پیشتر اور ڈی ایس پی کے قتل کے بعد کیا ہجوم کو مسجد سے منتشر کرنے کی کوئی تدبیر کی گئی تھی۔ جواب:۔ میں کہہ نہیں سکتا پولیس نے اس مسئلہ پر ضرور غور کیا ہوگا۔ سوال:۔ بحیثیت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے کیا یہ آپ کا فرض نہیں تھا کہ ۴ر تاریخ کے قتل پر مسجد کو خالی کرایا جاتے۔ جواب:۔ ہاں اور ہم نہایت سنجیدگی سے اس سوال پر غور کر رہے تھے۔ مجھے پولیس پر تکیہ کرنا تھا اور اس کے اعلیٰ افسر خاصے تجربہ کار تھے پولیس انہی کی کمان میں تھی اور مجھے معلوم ہے کہ وہ اور سپرنٹنڈنٹ اس مسئلہ پر بڑی سنجیدگی سے غور کر رہے تھے حقیقت میں ہم نے اس مسئلہ پر کونوال میں بھی جی او سی کی موجودگی میں غور کیا تھا سوال سوال:۔ آپ نے مسجد خالی کرانے کے لئے پولیس کی مانگ کیوں نہ کی؟ جواب:۔ ہم سب بخوبی سمجھتے تھے کہ یہ بڑا خطرہ ہے گا۔ پولیس اپنے فرائض کو خوب سمجھتی تھی۔ مجھے کسی قسم کے رسمی احکام صادر کرانے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ حقیقت میں کرفیو پہلے ہی نافذ کیا جا چکا تھا۔ سوال:۔ یہ دیکھ کر کہ پولیس مسجد خالی کرانے کے مسئلہ میں ناکام ہو رہی ہے آپ نے کسی قسم کی ہدایات کا جاری کرنا اپنے فرائض میں تصور نہ کیا؟ جواب:۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ پولیس اپنے فرائض میں ناکام ہو رہی تھی وہ اس مسئلہ کے حل کے لئے بہترین طریقہ سوچ رہے تھے سوال:۔ اس حل کے لئے کیا کوئی میعاد مقرر کی گئی تھی؟ جواب:۔ معقول فیصلہ کرنے اور غور کرنے کے لئے وقت درکار تھا۔ سوال:۔ آپ اس صورت حال پر قابو پانے کے متعلق کب سے غور کر رہے تھے؟ جواب:۔ درحقیقت اس مسئلہ پر شروع ہی سے غور کیا جا رہا تھا لیکن ڈی۔ ایس۔ پی کے قتل پر اس پر زیادہ سنجیدگی سے غور کیا جائیگا سوال:۔ کیا اعلیٰ افسر اور وزارت یکم مارچ سے اس مسئلہ پر غور کر رہی تھی؟ جواب:۔ یہ اس وقت سے تھا۔ جب سے مولانا عبدالستار نیازی نے اشتعال انگیز

تقریر کی تھی۔ غالباً یہ ۲ر تاریخ کی رات کی یا ۳ر تاریخ کی بات ہے۔ سوال:۔ کیا یہ سوچ بچار کبھی کسی فیصلہ پر بھی پہنچی؟ جواب:۔ پولیس نے اس سلسلہ میں ضرور کوئی قدم اٹھایا ہوگا۔ سوال:۔ کیا آپ کی ڈیوٹی صرف صورت حال کے متعلق سنجیدگی سے غور کرنے یا کوئی تجویز کرنے تک ہی محدود تھی کہ آپ کوئی یقینی احکام بھی پاس کرنے تھے۔ جواب:۔ میری طرف سے کسی خاص حکم کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ہم سب خطرے سے باخبر تھے۔ سوال:۔ آپ پولیس کے افسرِ اعلیٰ نہیں ہیں؟ جواب:۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی حیثیت سے میں پولیس کا افسرِ اعلیٰ تھا۔

سوال:۔ کیا مسجد میں قتل کے بعد سے کر مارشل لاء کے نفاذ تک غیر فوجی حکام کے لئے داخلہ ممنوع تھا۔ جواب:۔ جی نہیں۔ سوال:۔ پھر اس ہجوم کو منتشر کرنے کی کوئی کوشش کیوں نہ کی گئی۔ جو مسجد میں اکٹھا ہو گیا تھا؟ جواب:۔ پولیس کی طرف سے صورت حال سے نبٹنے کی کوشش ضرور کی گئی ہوگی۔ میں نے ایک طرح سے کوشش کی تھی۔ میں نے معززینِ شہر کو ۵ر تاریخ کی صبح کو اپنے دفتر میں اکٹھا کیا۔ اور ان سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کے دوران میں میں نے ان سے اس خطرے کا بھی ذکر کیا دراصل میرے کہنے پر بعض خواتین و حضرات نے ۴ر تاریخ کو ۱۲ بجے بعد دوپہر مسجد میں جا کر شورش پسندوں کو منتشر ہونے کو کہا۔ سوال:۔ اگر مسجد ۵ تاریخ کی صبح کو خطرہ بن چکی تھی۔ تو آپ نے اسے صاف کرنے کے لئے پولیس کو کیوں نہ کہا۔ جواب:۔ میری طرف سے کسی خاص ہدایت کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ پولیس صورت حال سے بخوبی باخبر تھی۔ سوال:۔ اگر لاہور میں کوئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدم موجودگی میں ان کی کارروائی کے متعلق ان کو ہدایات اور ان کی سرگرمیوں کی نگرانی کرنے والا کوئی نہ ہوتا۔ سوال:۔ پھر آپ نے کارروائی کے متعلق ان کو ہدایت کیوں نہ دی؟ جواب:۔ کیونکہ ان کے رستے میں کوئی مشکل ہونا چاہیئے تھی۔ سوال:۔ کیا آپ نے اس مشکل کو معلوم کرنے کی کوشش کی؟ جواب:۔ مجھے صرف لاہور کو ہی نہیں دیکھنا تھا۔ میں بے حد مصروف تھا۔ پانچ اور چھ تاریخ کی صبح کو تھانہ سول لائن میں میری ضرورت تھی۔ کیونکہ ہزاروں طلباء میٹرک کا امتحان دے رہے تھے۔ اور انہیں ان کے والدین کی طرف سے

گھبراہٹ کے عالم میں ٹیلیفون آرہے تھے میری توجہ قصور کی جانب تھی۔ جہاں چھ کی صبح کو صورت حال دگرگوں تھی۔ چونی اور ضلع کے بعض دوسرے شہروں میں بھی گڑبڑ تھی۔ سوال:۔ عدالت ایک تجویز پیش کرنا چاہتی ہے۔ لاہور میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے محسوس کیا کہ اسے خود کوئی چیز نہیں کرنی سوائے اس کے کہ جہاں اعلیٰ احکام نے یہ سمجھا کہ انہیں قانون کے تحت کسی خاص حکم پر دستخط کرنے ہیں وہ اس کی ضرورت کی تحقیقات کئے بغیر اس پر دستخط کر دے گا۔ کیا یہ درست ہے؟ جواب:۔ جی نہیں۔ سوال:۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ پولیس نے درحقیقت مسجد کو صاف کرنے کی کوشش کی؟ جواب جی نہیں۔ سوال:۔ اگر مسجد کے علاوہ کسی اور عمارت میں اس قسم کا اجتماع ہوتا۔ اور اس عمارت کے اندر یا باہر کوئی قتل ہو جاتا تو کیا اس عمارت کو بلوائیوں سے صاف کرانا آپ کا اولین فرض نہ ہوتا۔ جواب:۔ جی ہاں۔ یہ بالکل اسی لئے تھا کہ میں نے مولانا عبدالستار خاں نیازی کی مسجد کے اندر سے گرفتاری کی تجویز کی۔ اگر وہ گرفتار ہو جاتے۔ تو میرے پاس یہ ماننے کی وجہ موجود ہے کہ مسجد خود بخود صاف ہو جاتی۔ سوال:۔ اسلئے مسجد کو صاف کرنے کے متعلق پولیس کو ہدایات جاری کرنے کے متعلق آپ کا فیصلہ نہ کرنے کی وجہ یہ حقیقت تھی کہ جس عمارت میں لوگ جمع ہو گئے تھے وہ مسجد تھی۔ جواب:۔ یہ مسئلہ میرے لئے کوئی وقیع نہیں تھا۔ اور میں طاقت سے بھی اس کے صاف کرانے کے حق میں تھا۔ سوال:۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ پولیس نے اسے ۴ کی شام یا ۵ کی صبح کو خالی کرا لیا ہوتا۔ جواب:۔ یہ بہت سی جانوں کی قیمت پر خالی ہوتی اور اس سے شاید ہمسایہ جائداد کو بھی نقصان پہنچتا۔ سوال:۔ کیا اسکو خالی نہ کرانے کی یہ بھی ایک وجہ تھی؟

جواب:۔ غالباً پولیس کے لئے یہ بھی ایک وجہ تھی کیونکہ انہیں علم تھا کہ مسجد کے اندر آتشیں اسلحہ موجود ہے۔ سوال:۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ مسجد میں ۴ر تاریخ کو اور اس کے بعد غیر فوجی حکام کا داخلہ غیر ممنوعہ ہو گیا ہے۔ کیا آپ کا فرض یہ نہیں تھا کہ آپ اسے سنبھالنے کے لئے فوج کو کہتے۔ جواب:۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے محسوس

کیا تھا کہ پولیس مسجد میں صورت حال سے نپٹ سکتی ہے۔ اور ان کی مدد کے لئے فوج مہیا تھی جانی اور مالی نقصان کی قیمت پر البتہ مسجد کو خالی کرانا ممکن تھا۔ سوال:۔ جو طریقہ تجویز کیا گیا تھا۔ اگر آپ نے یا پولیس نے اس پر عمل کیا ہوتا تو کیا آپ کو بے حرمتی کے الزام کی توقع نہ تھی؟ جواب:۔ میرا خیال ہے کہ سمجھدار اور معزز طبقہ اس اجتماع کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اس لئے انہوں نے مجھ پر بے حرمتی کا الزام نہ لگایا ہوتا۔ علماء اور عام لوگ مجھ پر الزام لگانے میں وقت ضائع نہ کرتے۔ سوال:۔ مولانا نیازی نے اپنی اشتعال انگیز تقریر میں کیا کہا تھا؟ جواب:۔ مجھے سب تو یاد نہیں لیکن انہیں پولیس اور حکومت کی سخت مذمت کی تھی۔ اور غالباً انہوں نے آئی جی کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ ان کی بندوقوں کا منہ مسلمانوں اور اپنے ملک کی بجائے امرتسر کی جانب ہونا چاہیئے۔ سوال:۔ تقریر کے بعد آپ نے مولانا نیازی کو اپنے آپ کو حوالے کر دینے کے متعلق کیوں نہ کہا جواب:۔ اس تقریر کے کافی دیر بعد مجھے اس کا علم ہوا۔ میں نے ایس ایس پی سے کہا کہ وہ کوئی ایسا انتظام کریں کہ مولانا نیازی مسجد سے باہر نکل آئیں۔ میری رپورٹ کے مطابق سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ مسجد کا بڑا دروازہ مسلسل مقفل چلا آتا تھا۔ سوال:۔ کیا تمام دن لوگ مسجد کے اندر آجا نہیں رہے تھے؟ جواب:۔ مجھے معلوم نہیں۔ سوال:۔ کیا مولانا نیازی نے اس تقریر میں نہیں کہا تھا۔ کہ وزیرِ اعلیٰ ذاتی مفاد کے لئے تحریک۔ ۔ ۔ رہے ہیں۔ جواب:۔ مجھے یاد نہیں۔

سوال:۔ مولانا عبدالستار نیازی اپنے تحریری بیان میں کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی تقریر میں الزام لگایا تھا کہ حقیقتاً انہوں نے مرکز کے خلاف تحریک چلائی۔ لیکن جب اسے اپنے خلاف پایا تو لوگوں کو گمراہ کیا۔ کیا اس قسم کی کوئی تقریر آپ کے نوٹس میں نہیں آئی تھی؟ جواب مجھے یاد نہیں۔

وکیل سے

سوال:۔ آپ نے عدالت کے ایک سوال کے جواب میں کہا ہے کہ آپ نے احکام صادر کرتے وقت اپنے اعلیٰ افسروں کی ہدایات کا انتظام نہیں کیا۔ کیا یہ درست ہے کہ جب آپ یکم تاریخ کو افسروں کے اجلاس میں گئے تو آپ کے پاس دفعہ ۱۴۴ کے متعلق ایک مسودہ تھا؟ جواب:۔ ہاں یہ مسودہ میرے دفتر کے سپرنٹنڈنٹ نے میری ہدایت پر تیار کیا تھا۔ اور یہ مسل پر موجود تھا۔ سوال:۔ اس لئے آپ نے ۴ر تاریخ کو دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ضروری سمجھا؟ جواب:۔ میں نے خیال کیا کہ ہو سکتا ہے کہ اس موقع پر دفعہ ۱۴۴ کا سوال اٹھے۔ اسلئے میں نے مسودہ تیار کئے جانے کا حکم دیا۔ سوال:۔ کیا آپ نے

اجلاس میں تجویز پیش کی تھی۔ کہ آپ دفعہ ۱۴۴ نافذ چاہتے ہیں۔ اور آپ کے پاس مسودہ تیار ہے؟ ج:۔ نہیں۔ س:۔ یہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا کام ہے۔ کہ وہ سوچے کہ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہونا چاہیئے یا نہیں۔ کیا ہمیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اجلاس میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کرنے کا اظہار آپ نے نہیں کیا۔ بلکہ کسی اور نے کیا؟ ج:۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ تجویز میں نے پیش کی تھی یا کسی اور افسر نے۔ لیکن ایک چیز میرے ذہن میں بہت واضح ہے۔ کہ وہ بڑی ضروری سکیم کے پیش نظر پولیس کو دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے متعلق میرے سامنے درخواست کرنی چاہیئے تھی۔

س:۔ جس صورت میں کہ آپ چاہتے تھے۔ کہ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے متعلق پولیس آپ سے درخواست کرے۔ آپ نے مسودہ کس لئے تیار کیا؟ ج:۔ ایسے مواقع کے لئے عموماً ایسا کیا جاتا ہے تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔ س:۔ یہ ایک اہم سوال ہے۔ براہ کرم ذہن پر زور دیکر بتائیے۔ کہ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کا سوال کون زیر بحث لایا۔ آپ یا کوئی اور؟ ج:۔ مجھے صحیح طور پر یاد نہیں۔ لیکن اجلاس کے دوران میں یہ ایک اہم سوال تھا۔ جس پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

س:۔ اگر کسی دوسرے نے یہ سوال نہیں اٹھایا تھا۔ تو کیا آپ ہی اس سوال کے اٹھانے والے تھے؟ ج:۔ ہاں۔ س:۔ ۲ مارچ کو آپ نے دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کا اعلان کیا۔ کیا آپ نے یہ اس لئے کیا۔ کہ پولیس نے ایسا کرنے کے لئے آپ سے اپیل کی تھی؟ ج:۔ نہیں یہ میری اپنی اختراع تھی۔ اور جب میں نے اسے اجلاس میں پیش کیا۔ تو سب نے ہاں کہا۔

وکیل کی طرف سے

س:۔ آپ نے فصیل کے اندر کے رقبہ کو دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے لئے کیوں شامل کیا؟ ج:۔ فصیل کے اندر کے رقبہ میں گڑبڑ کا امکان نہیں تھا۔ س:۔ کیا فصیل سے بیرونی رقبہ میں گڑبڑ کا امکان تھا؟ ج:۔ ہاں۔ س:۔ کیا فصیل کے اندر کے رقبہ کو اس لئے شامل نہیں کیا گیا تھا۔ کہ سول حکام کیلئے وہاں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر سکنا ناممکن تھا؟ ج:۔ میں نے اس کو اس لئے شامل نہ کیا تھا کہ فصیل کے اندرونی رقبہ میں گڑبڑ کا معمولی امکان بھی موجود نہ تھا۔ ایس۔ ایس۔ پی سے گفتگو کے دوران میں ایک بار انہوں نے کہا تھا۔ کہ فصیل کے اندرونی رقبہ میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ مشکل ہے۔ لیکن یہ محض بحث کے دوران میں ایک سخن گسترانہ بات تھی ورنہ اس رقبہ میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کرنے کا خیال نہ تھا۔ س:۔ اور آپ ایس۔ ایس۔ پی کے اس خیال سے متفق نہ ہوئے؟ ج:۔ درحقیقت اس وقت میں نے اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا تھا۔ لیکن میں ایسا محسوس کرتا ہوں۔ کہ اس کا نفاذ مشکل ہوتا۔

س:۔ کیا آپ نے ۴ مارچ کو ڈی۔ ایس۔ پی کے قتل پر اپنے نظریات پر نظر ثانی کرنے اور فصیل کے اندرونی رقبہ میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کرنا ضروری خیال کیا؟ ج:۔ ہاں اور میں نے کرفیو آرڈر پاس کیا۔

. . . .

. . . .

. . . .

س:۔ کیا کرفیو شہر کے اندرونی رقبہ میں بھی نافذ ہوتا تھا؟ ج:۔ مجھے فصیل کے اندرونی رقبہ میں کرفیو کے نفاذ کا مشورہ نہیں دیا گیا تھا۔ س:۔ آپ کسی سے اس مشورہ کی توقع رکھتے تھے؟ ج:۔ آئی۔ جی۔ پی ہوم سیکرٹری اور ایس۔ ایس۔ پی سے۔ س:۔ آپ کا کیا خیال تھا۔ کہ سول لائنز کے لوگ اندرون شہر کے لوگوں سے زیادہ تکلیف دہ تھے؟ ج:۔ نہیں سوال یہ تھا کہ جلوس نکالنے کی توقع بیرون شہر میں تھی۔ س:۔ یہ جلوس کہاں تنظیم دیئے گئے؟ ج:۔ دہلی دروازے کے باہر۔ س:۔ ساری مدت کے دوران میں؟ ج:۔ جی ہاں۔ سوائے چند ایک کے جو خالباً چھاؤنی اور باغبانپورہ میں تنظیم دیئے گئے لیکن یہ جلوس چھوٹے تھے۔ س:۔ کیا ۴ تاریخ کے بعد دہلی دروازے سے باہر کوئی جلوس تنظیم دیا گیا؟ ج:۔ ۵ تاریخ کو خاص طور پر کوئی جلوس ترتیب نہیں دیا گیا۔ کیونکہ اس تاریخ کو شہر کے اندر اور بہت سے جلوس نکلے ہوئے تھے۔ س:۔ مسجد وزیر خان سے جلوس کب ترتیب دینے شروع ہوئے؟ ج:۔ میرے خیال میں مسجد وزیر خان سے کبھی کوئی جلوس نہیں نکلا۔

(وکیل کی طرف سے مزید)

س:۔ کیا ۴ تاریخ کو نافذ ہونے والے کرفیو کا اطلاق اندرون شہر پر ہوتا تھا؟ ج:۔ میرا خیال ہے۔ اس کا اطلاق اندرون شہر پر نہیں ہوتا تھا۔ س:۔ اور ۵ تاریخ کا کرفیو آرڈر؟ ج:۔ اس کا اطلاق بھی نہیں ہوتا تھا۔ س:۔ کیا آپ نے کرفیو آرڈر کے اطلاق سے اندرون شہر کو اس لئے خارج رکھا تھا۔ کہ آپ کو اندیشہ تھا۔ کہ آپ اسے شہر میں نافذ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے؟ ج:۔ مجھے اس طرح کا کوئی اندیشہ نہیں تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ مجھے یہ مشورہ دیا گیا تھا۔ کہ اندرون شہر میں کرفیو نہ لگاؤں۔ "لاہور ہنگامہ و فسادات سکیم"

[illegible]

کے تحت یہ پولیس کا کام تھا۔ کہ وہ اس طرح کی پابندی کے لئے مجھ سے تحریک کرے۔ س:۔ ۲ مارچ کو دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے سلسلہ میں سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اپنے تحریری بیان میں کہا ہے۔

"یہ بھی فیصلہ کیا گیا تھا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اندرون شہر کو چھوڑ کر جو سرکلر روڈ سے محیط ہے، لاہور کے پورے کارپوریشن علاقہ میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دیں۔ اندرون شہر کو اس لئے چھوڑ دیا گیا تھا۔ کہ انسپکٹر جنرل کو خیال تھا کہ اندرون شہر میں ہمیشہ بہت ہجوم رہتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ پابندیوں کو نافذ کرنا پوری طرح ممکن نہ ہو گا۔" کیا یہ نکتہ درست ہے؟ ج:۔ جیسا کہ میں پہلے ہی اشارہ کر چکا ہوں۔ یہ درست ہے۔

س:۔ آپ اگر دفعہ ۱۴۴ کے تحت پابندی یا کرفیو آرڈر نہیں لگا سکتے تھے۔ تو اندرون شہر کو قابو میں کرنے کے لئے فوج کی مدد حاصل کرنے کے سلسلہ میں کونسا امر آپ کی راہ میں مانع تھا؟ ج:۔ ۲ کو اندرون شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اور ۴ کو اور زیادہ طاقت استعمال کر کے اور بہت سی جانیں ضائع کر کے اسے نافذ کیا جا سکتا تھا۔ س:۔ کیا یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنی مدد کے لئے فوج کو نہیں بلایا؟ ج:۔ کسی حکم کو نافذ کئے بغیر فوج سے پہلے ہی کہہ دیا گیا تھا۔ کہ وہ اس معاملہ میں ہماری مدد کو آئے۔

س:۔ وزیر خان کی مسجد کو صاف کرنے اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے قتل کی تفتیش کے سلسلہ میں آپ کو فوج سے کس مدد کی توقع تھی؟ ج:۔ معتدمہ قتل کی تفتیش کے لئے فوج کی کسی مدد کی ضرورت نہیں تھی۔ مسجد صاف کرنے کے لئے پولیس فوج کی مدد سے استفادہ کر سکتی تھی۔ کیونکہ سول طاقت کی مدد کے لئے فوج بلا لی گئی تھی۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اسے پولیس کا ہاتھ بٹانے کے لئے بلا لیا گیا تھا۔

سوال:۔ کیا پولیس کے افسر اعلیٰ کی حیثیت سے آپ نے مسجد وزیر خان کو صاف کرنے کے لئے فوج سے کہا تھا؟ ج:۔ میرا فرض احکام صادر کرنا تھا۔ اور عملی کام پولیس کو کرنا تھا۔ س:۔ کیا آپ نے کوئی حکم صادر کیا تھا؟ ج:۔ کوئی حکم صادر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ یہ معاملہ ہم سب کے ذہنوں میں بالکل واضح تھا۔ کہ مسجد کو ہنگامہ پسندوں سے ہر قیمت پر صاف کر دینا چاہیئے۔ اور پولیس اس کو محسوس کرتی تھی۔ س:۔ آپ نے مسجد میں بعض ہنگامہ پسندوں کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔ وہ کون تھے؟ ج:۔ ۴ مارچ کو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے قتل کے بعد مسجد کا قابض

[illegible]

شخص ہنگامہ پسند تھا۔ س:۔ کیا ان میں مولانا ابو کے صاحبزادے بھی شامل ہیں؟ ج:۔ جی ہاں۔ س:۔ مسجد میں اگر ہنگامہ پسند موجود تھے۔ تو آپ نے فوج سے اسے صاف کیوں نہ کرایا؟ ج:۔ پولیس کا ہاتھ بٹانے کے لئے فوج موجود تھی۔ اور یہ پولیس کا فرض ہے۔ کہ وہ مسجد کو صاف کرائے۔ س:۔ کیا ہنگامہ پسند ہو لیگن وہی ہے۔ جسے غنڈہ کہتے ہیں۔ جواب۔ ان اصطلاحات کی تشریح مشکل ہے۔ اور میرے لئے اس کی تعریف کرنی اتنی ہی مشکل ہے جتنی کہ ملاّ کی تعریف۔ سوال۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ آپ کے دفتر میں غنڈوں کی کوئی فہرست موجود ہے۔ جواب۔ ہمارے پاس ان غنڈوں کی ایک فہرست ہے۔ جو کنٹرول آف غنڈہ ایکٹ کے تحت رجسٹر کئے گئے ہیں۔ سوال لاہور کارپوریشن کے علاقہ میں غنڈوں کی تعداد کتنی ہے۔ جواب۔ یہ ۶۰ کے قریب ہوگی۔ سوال کیا ان میں دفعہ ۱۱۰ کے تحت آنے والے بھی شامل ہیں۔ جواب۔ ممکن ہے کچھ لوگ ہوں۔ لیکن مجھے معلوم نہیں۔ سوال۔ رجسٹر نمبر ۱۰ میں بدمعاشوں کی تعداد کیا ہے۔ جواب۔ آپ سے میں نہیں کہہ سکتا۔ یہ بتلانا پولیس کا کام ہے۔ سوال۔ کیا آپ نے ۴ کی شام کو پولیس کو تجویز کی تھا کہ مسجد کو فوج کی مدد سے لوگوں سے صاف کرایا جائے۔ جواب۔ پولیس اگر مسجد کو صاف کرانا چاہتی تو پولیس کا کام تھا۔ کہ وہ فوج کی مدد حاصل کر لے۔ سوال۔ کیا پولیس کی مدد کرنے پر فوج راضی تھی۔ جواب جی نہیں۔ سول ذمہ داروں کے کہنے پر وہ ۴ کی رات کوتوالی کے تھانہ گئی تھی۔

سوال۔ ڈی ایس پی کے قتل کے بعد ۴ کو پولیس نے کتنی بار گولی چلائی تھی۔ جواب۔ میں ان کی صحیح تعداد نہیں بتا سکتا۔ جہاں پولیس کو فائرنگ کرنی پڑی تھی۔ سوال۔ کیا آپ کے پاس فائرنگ کا کوئی ریکارڈ موجود ہے۔ جواب۔ یہ پولیس کے پاس ہونا چاہیئے۔

تحقیقاتی عدالت میں وکلاء کی بحث شروع ہو گئی

فسادات کی ذمہ واری کس پر عائد ہوتی ہے؟

حکومت پنجاب کے وکیل چوہدری فضل الٰہی کے دلائل

لاہور ۲ فروری۔ پنجاب کے حالیہ ہنگاموں کی تحقیقات کرنے والی عدالت نے جو چیف جسٹس محمد منیر اور مسٹر جسٹس ایم۔ آر کیانی پر مشتمل ہے۔ گذشتہ روز وکلاء کی بحث سماعت شروع کی۔ چودھری فضل الٰہی نے جو حکومت پنجاب کے وکیل ہیں بحث کا آغاز کرتے ہوئے بتایا کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے احمدیوں کے خلاف مطالبات کو اس لئے آئینی حیثیت دی تھی کہ ایجی ٹیشن کی اصلیت غبار آلود ہو جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر فضل الٰہی کی بحث کے بعد صدر انجمن احمدیہ ربوہ، مجلس احرار، مجلس عمل اور جماعت اسلامی کے وکلاء بحث کریں گے۔ اور پنجاب کے فسادات پر جس کی وجہ سے مارشل لاء نافذ کیا گیا۔ اپنا نقطۂ نظر پیش کریں گے۔ مسٹر فضل الٰہی نے اپنی بحث کے دوران بتایا کہ قانونِ حکومت ہند کے تحت صوبائی حکومت صوبہ کے اندر قیام امن کی ذمہ دار ہے۔ اس حقیقت کو نہ صرف صوبہ کے اعلیٰ افسران بلکہ خود وزیر اعلیٰ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ وکیل موصوف نے اپنے اس استدلال کی تائید میں ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس محکمہ سراغرساں پنجاب کے ایک نوٹ مورخہ ۵ اپریل کا حوالہ دیا۔ جس میں انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مرکزی حکومت صوبہ میں قیام امن کے متعلق اپنی طرف سے کوئی حکم نافذ نہیں کر سکتی" اس کے بعد مسٹر فضل الٰہی نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے ایک نوٹ مورخہ ۷ جولائی کا حوالہ دیا۔ جس میں مسٹر دولتانہ نے بتایا ہے۔ کہ صوبہ میں امن قائم رکھنے کے لئے صوبائی حکومت کو مرکزی ہدایات کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ صوبائی حکومت صوبہ میں قیام امن کی ذمہ دار ہے اور وہ اس سلسلہ میں مناسب کارروائی کرے گی۔ وکیل موصوف نے آگے چل کر صوبائی حکومت کے ان احکام کا تذکرہ کیا۔ جو احرار ایجی ٹیشن کے دوران صوبہ میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے جاری کئے گئے۔ اور بتایا کہ جب حکومت کو معلوم ہوا کہ ضلع حکام کو صورت حالات سے مقابلہ کرنے کا جو اختیار دیا گیا تھا وہ ناکام ہو چکا اور جلسوں کے انعقاد کی ممانعت اور مقررین کی گرفتاری کے بغیر صرف تقاریر کی اطلاع حاصل کرنے کا طریقہ بھی کامیاب نہیں ہوا۔ تو اس نے ایک نیا حکم نافذ کیا جس کے ذریعے ضلع حکام کو ہدایت کی کہ اگر احراریوں نے ممانعت کے باوجود جلسے منعقد کئے تو فوراً سخت کارروائی کی جائے اور احراری مستند لیڈروں کو گرفتار کر کے مقدمہ چلایا جائے لیکن ایسے احراری کارکنوں کو چھوڑ دیا جائے۔ جو معذرت خواہ ہیں۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق سرگودھا اور گوجرانوالہ میں بعض احراری لیڈروں کو گرفتار کیا گیا۔

مسٹر فضل الٰہی نے اپنی بحث جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ مسٹر دولتانہ نے ۲۹ جون ۱۹۵۲ء کو منتقلی کا روانہ ہونے سے قبل صوبہ کے اعلیٰ افسروں کا ایک جلسہ طلب کیا اور احراری لیڈروں سے بھی ملاقات کی۔ اس کے بعد کسی وجہ سے اچانک طور پر اخبارات اور سرکاری افسروں کا رویہ بدل گیا۔ اور اخبارات میں اشتعال انگیز مضامین شائع ہونے لگے۔ اور مذہبی منافرت پھیلائی جانے لگی۔ سرکاری افسروں کے مراسلے بھی شائع ہونے لگے گویا کہ وہ سوالات کا جواب دے رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ افسروں کے سابقہ اجلاس میں مطالبات کی آئینی حیثیت اور مرکزی ذمہ داری کے بارے میں کوئی مباحثہ ہوا تھا۔ چونکہ اس اجلاس میں چیف سکرٹری شریک نہیں تھے۔ اسلئے انہوں نے وہ مسائل پیش نہیں کئے۔ اور صرف یہ کہہ دیا کہ مطالبات کی نوعیت کے بارے میں کوئی فیصلہ صرف دستور ساز اسمبلی کر سکتی ہے۔ مسٹر فضل الٰہی نے مجلس احرار کی جانب سے شائع کردہ بیان کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا۔ کہ میں اس امر کو ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا کہ احراریوں کے اس بیان میں کسی قسم کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اگر وہ بیان واقعی احراریوں کے وعدہ پر مشتمل تھا تو احراریوں کی سابقہ وعدہ خلافیوں کے پیش نظر وہ قابل اعتماد نہیں تھا۔

مسٹر فضل الٰہی نے مزید بتایا کہ اخبارات میں جو بیان شائع ہوا تھا۔ اس پر کوئی دستخط نہیں تھے اور وہ سی۔ آئی۔ ڈی کو دکھایا نہیں گیا تھا۔ اسکے علاوہ ماسٹر تاج الدین اور شیخ حسام الدین صدر و سکرٹری مجلس احرار سے اس کے بارے میں کسی قسم کی اطلاع بھی حاصل نہیں کی گئی۔ ماسٹر تاج الدین نے بیان اپنی شہادت کے دوران بتایا کہ انہیں اسبات کا علم نہیں کہ کوئی وعدہ حکومت سے کیا گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بیان سے دراصل احراریوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ صوبائی حکومت کو نہیں۔ غرضیکہ ان تمام باتوں کے باوجود احراریوں کو آزادی کے ساتھ مذہبی منافرت پھیلانے اور ہنگامے برپا کرانے کا موقع دے دیا گیا۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ مسٹر دولتانہ کا اس میں کوئی سیاسی مقصد تھا۔ احراریوں کو یہ اہم مراعات اس وعدہ پر دیئے گئے تھے۔ کہ وہ اپنی تحریک کا رخ مرکزی حکومت کی طرف پھیر دیں گے۔ اور مسٹر دولتانہ کا خیال تھا۔ کہ وہ اس ایجی ٹیشن کے ذریعہ اپنا سیاسی مقصد حاصل کر سکیں گے۔ چنانچہ اس مرحلہ پر فائل وزیر اعلیٰ کے پاس پہنچنے لگے۔ اور صوبہ کے اندر حالت خراب ہوتی گئی۔ مسٹر فضل الٰہی نے بتایا۔ کہ احراریوں کے وعدہ کے بعد بھی ہنگامے شدت کے ساتھ جاری رہے۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ وزیر اعلیٰ سے احراریوں نے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ ایجی ٹیشن کو ہوا دینے کی کارروائیاں اطمینان کے ساتھ جاری رہیں۔ رضا کاروں کی بھرتی شروع ہو گئی۔ خون سے دستخط کرائے جانے لگے۔ احمدیوں کے معاشرتی بائیکاٹ کی علانیہ تلقین شروع ہو گئی۔ اور عوام سے کہہ دیا گیا۔ کہ وہ آخری اقدام کے لئے تیار رہیں۔ مسٹر دولتانہ اس صورت حال کے دوران میں مطالبات کی اصلیت کو نظروں سے اوجھل رکھنے اور صوبہ کے امن کو اپنے سیاسی مفاد کے لئے خراب کرنے میں مصروف رہے۔ وکیل موصوف نے پنجاب کے اخبارات کے رویہ کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا۔ کہ اخبارات کا رویہ ۲ یا ۳ جولائی کے بعد یعنی مسٹر دولتانہ کے نتھیا گلی کو روانگی کے بعد بدل گیا۔ چونکہ روزنامہ آفاق سے مسٹر دولتانہ اور پبلک ریلیشن ڈائرکٹر میر نور احمد کا خاص تعلق تھا۔ لہٰذا اس اخبار کی پالیسی پر ان کا اثر انداز ہونا ممکن ہے۔ مسٹر فضل الٰہی کی بحث کا سلسلہ جاری تھا۔ کہ عدالت کا اجلاس دوسرے روز کے لئے ملتوی ہو گیا۔

دوسرے روز فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں دلائل پیش کرتے ہوئے حکومت پنجاب کے وکیل چوہدری فضل الٰہی نے کہا۔ کہ میاں ممتاز دولتانہ چاہتے تھے۔ کہ مرکزی حکومت احمدیوں کے خلاف مطالبات تسلیم کر لے تاکہ وہ اس تحریک کے علمبرداروں کو مرکز کے خلاف صف آراء کر کے اور احراریوں سے اپنے گہرے تعلقات کی بناء پر اپنے سیاسی مقاصد حاصل کر سکیں۔ چوہدری فضل الٰہی نے مزید کہا۔ کہ یہ دلیل بالکل بے بنیاد ہے۔ کہ اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے علماء کو ملاقاتوں کا موقعہ دے کر یہ تاثر پیدا کر دیا تھا۔ کہ ان کو ان مطالبات سے ہمدردی ہے۔ یہ تحریک جون ۱۹۵۲ء تک صرف احرار تک محدود تھی۔ اور ۱۳ جولائی سے ۱۰ اگست تک ختم نبوت کے سلسلہ میں کوئی جلسے منعقد نہیں ہوئے تھے۔ اور مسٹر دولتانہ نے ۲۶ جولائی کو ایک قرارداد منظور کرنے کے لئے صوبائی مسلم لیگ کونسل کا اجلاس طلب کیا تھا اس قرارداد کے پہلے حصہ میں ختم نبوت کے عقیدے سے گہری وابستگی کا اظہار کیا گیا۔ اور صورت حالات کی ذمہ داری احمدیوں پر عائد کی گئی۔ قرارداد کے دوسرے حصے میں عوام سے یہ اپیل کی گئی کہ وہ صوبے میں امن قائم رکھیں۔ اور ان مطالبات کو منظور کرانے کے لئے مرکزی حکومت سے رجوع کریں۔ اس لئے کہ صرف وہی اس مسئلہ کو حل کر سکتی ہے۔ اس تحریک کا رخ مرکز کی طرف پھیرنے کی کوشش کی گئی یہی قرارداد تھی۔ جس نے تحریک میں حصہ لینے والوں کو کراچی کا راستہ دکھایا۔ چنانچہ خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کرنے کے لئے وفود بھیجے جانے لگے۔ علماء جب کراچی سے واپس آئے۔ تو انہوں نے خواجہ ناظم الدین کے رویہ پر بے اطمینانی کا اظہار کیا تھا مزید برآں اس پر پیگنڈے سے پنجاب کا طرز عمل اور بدل دیا گیا تھا۔ کہ خواجہ ناظم الدین کمزور شخصیت کے مالک ہیں۔ اور اس تحریک کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکیں گے۔

حکومت پنجاب کے وکیل نے آج اپنے دلائل جاری رکھتے ہوئے تفصیلی طور پر بتایا۔ کہ پنجاب کے اخبارات آفاق۔ زمیندار، مغربی پاکستان اور احسان کی پالیسی مالی امداد ملنے سے پہلے ختم نبوت کے سلسلے میں کیا تھی۔ اور بعد میں کیا رنگ اختیار کر گئی۔ ان اخباروں کی پالیسی پر الگ الگ بحث کرتے ہوئے چوہدری فضل الٰہی نے کہا۔ کہ "آفاق" جو اصل میں میاں ممتاز دولتانہ کا اخبار تھا۔ اور میر نور احمد ڈائرکٹر محکمہ تعلقات عامہ کے کنٹرول میں تھا۔ صرف ایک رات میں محض اتفاق سے اپنی تبدیلی نہیں کر سکتا تھا۔ روزنامہ احسان کو ایک نفسیاتی موقعہ پر مالی امداد دی گئی تھی۔ عام حالات میں حکومت کو روپیہ ادا کرنے سے قبل یہ انتظار کرنا چاہیئے تھا۔ کہ اس اخبار کا طرز عمل کیا ہوتا ہے۔ وکیل نے مزید کہا۔ کہ تعلیم بالغاں کے فنڈ سے روپیہ لے کر اخباروں میں تقسیم کرنے کا مقصد ان اخباروں کو حکومت کے اشاروں پر چلانا تھا۔ اخباروں کی مالی امداد کا اس کے سوا اور کوئی خاص مقصد نہیں تھا۔ کہ صوبائی وزیروں کی تقاریر اور حکومت کے نظریہ کو نمایاں طور پر شائع کیا جایا کرے۔ ضرورت پیش آنے پر اصلی معاہدوں پر عاجلانہ نظر ثانی کی گئی۔ اور تعلقات عامہ کے ڈائرکٹر میر نور احمد نے جلدی جلدی ان اخباروں کو رقمیں ادا کیں۔ جس کے بعد ان میں اشتعال انگیز مضامین اور خبریں شائع ہونے لگیں۔ مغربی پاکستان کا ذکر کرتے ہوئے حکومت پنجاب کے وکیل نے کہا۔ کہ اس کی پالیسی میں تبدیلی کی اصل وجہ روپیہ نہیں بلکہ مالک کی تبدیلی تھی۔ اور جب یہ دیکھا گیا۔ کہ اس اخبار کی پالیسی احمدیوں کے خلاف اور سخت ہو گئی ہے۔ تو اسے بھی مالی امداد دی گئی۔ زمیندار جسے تیس ہزار

رجسٹرڈ نمبر ایس ۱۱۸۱